مرثیہ

جب آفتاب کو راحت سے انفراغ ہوا (۱) ریاض دہر بشاشت سے باغ باغ ہوا
گلوں کے حسن سے ماہ مبیں کو داغ ہوا ہر اک چراغ تو گل اور گل چراغ ہو

فلک کو اپنی شفق کا بھی رنگ بھولا تھا
گلوں کی آگ میں باغ خلیل پھولا تھا

وہ بوستاں کی فضا تازہ آب وتاب کے پھول (۲) کہ جن کی ضو سے شگفتہ ہوں بوتراب کے پھول
وہ چاندنی کے شگوفے وہ آفتاب کے پھول کسی طرف گل لالہ کہیں گلاب کے پھول

دلہن بنے تھے یہ احوال رنگ و بو کا تھا
ہر ایک شاہد رنگیں ادا بہو کا تھا

بہار گلشن عالم وہ رنگ لائی تھی (۳) کہ ڈالیوں میں حسینوں کی کج ادائی تھی
عجب طرح کی تراوت گلوں نے پائی تھی ہوائے سیر میں بادِ بہار آئی تھی

نسیم، گلشن جنت سے تر دماغ آئی
بہار سبز پری بن کے باغ باغ آئی

وہ باغِ حُسن کا جوبن ریاض ہستی میں (۴) وہ ایک نور بلندی میں اور پستی میں
وہ گل کی بیخبری شغل حق پرستی میں وہ بلبلوں کا چہکنا و فور مستی میں

کوئی ثمر نہیں گو بار بار شور کریں
گلوں کو غم نہیں بلبل ہزار شور کریں

(۵) نئے گلوں کی بسائی ہوئی یہ بستی ہے ریاضِ صنعت رب ہے کہ باغِ ہستی ہے
نہال جھوم رہے ہیں یہ جوش مستی ہے ہر ایک شاخ شجر محوِ حق پرستی ہے

ہر ایک غنچہ و گل صرف حمد باری ہے
ثنائے ساقی کوثر زباں پہ جاری ہے

(۶) کہ پاک و صاف جناب امیرؑ کا سینہ وہ نہرباغ کہ روئے حسیں کا آئینہ
کہ جیسے آئینۂ بے غبار پر مینا وہ اسکے گرد میں سبزہ کہوں کہ سبزینہ

خدا نے خضر کے خلعت کو اسکا رخت کیا
حسنؑ کے حسن نے سبزے کو سبز بخت کیا

(۷) وہ گلرخوں کے رخوں کی بہار پھولوں میں وہ رنگ رنگ کے نقش و نگار پھولوں میں
ہراک وہ پھول کہ چیدہ ہزار پھولوں میں وہ بوئے نافۂ مشک تتار پھولوں میں

وہ گل کھلے تھے کہ گلشن نگار خانہ تھا
خدا کی شان تھی قدرت کا کارخانہ تھا

(۸) یہ نینوامیں ادائے نگار دیکھی تھی؟ کبھی یہ رحمت پرور دگار دیکھی تھی؟
بہار نے بھی نہ ایسی بہار دیکھی تھی؟ یہ بار بار ہوا عطر بار دیکھی تھی؟

نبیؐ کے باغ کی بُو سے نئی سرشت ہوئی
کہ کربلائے معلی نواں بہشت ہوئی

(۹) وہ غنچۂ گلِ نرگس کہ آنکھ کا تارا وہ چاندنی کا ہر ایک پھول جیسے مہ پارا
وہ بادِ صبح سے عنبر فشاں چمن سارا وہ گل تھے یا کہ گل اندام انجمن آرا

ہر اک کا دل طرف لالہ زار کھنچنے لگا
گلوں کی آگ سے عطر بہار کھنچنے لگا

چمن کی آنکھ کا تارا ہے جو گُل تر ہے (۱۰) گلوں کا فرش ہے یا چاندنی کا بستر ہے
یہ جلوۂ چمن حیدرؑ و پیمبرؐ ہے کہ آج تک بھی وہی نور اس زمیں پر ہے

الٰہی بہر آئمہؑ نگاہِ رحمت ہو
تمام شیعوں کو اس باغ کی زیارت ہو

ہر ایک زائر شہ قابلِ زیارت ہے (۱۱) جواں کو آنکھ سے دیکھیں تو عین عبادت ہے
امام عصر کے رستے پہ یہ جماعت ہے انہیں مسافروں کے ساتھ حق کی رحمت ہے

ہر اک قدم پہ صدائے ولائے شاہ یہ ہے
چلے چلو کہ خدا و نبیؐ کی راہ یہ ہے

جب اہل بیتؑ پیمبرؐ کا گھر تباہ ہوا (۱۲) جری شہید ہوئے شاہ بے سپاہ ہوا
علیؑ کا لال مُہیّائے رزمگاہ ہوا محل میں چار طرف شور آہ آہ ہوا

یہی صدا تھی کہ اللہ کے ولی فریاد
حسینؑ مرنے کو جاتے ہیں یا علیؑ فریاد

وہ بیخودی، وہ تلاطم، وہ حشر، وہ روداد (۱۳) وہ تین بیٹیاں اور چار بہنوں کی فریاد
کوئی یہ کہہ رہی تھی ہائے بیکس و ناشاد کوئی پکارتی تھی ہائے کشتہ بیداد

حسینؑ کے لئے اس طرح جان کھوتی تھیں
نبیؐ کی قبر پہ گویا بتولؑ روتی تھیں

یہ سنکے بانوئے مضطر پکاریں گھبرا کر (۱۴) اسیر ہو چکی ہوں اے علیؑ کے لختِ جگر
مگر نقاب بھی رخ پر تھی سر پہ تھی چادر نہ ہتکڑی تھی نہ بیڑی تھی اے مرے سرور

یہ فوج ظلم، مجسم پر ستم کی عادی ہے
یہ پاس کون کرے گا کہ شاہزادی ہے

جو یہ گماں ہو کہ عابدؑ ہمیں بچا لے گا (۱۵) جو خود سنبھل نہیں سکتا وہ گھر سنبھالے گا؟
مریض اجڑے ہوئے گھر کا بار اٹھالے گا بتایئے مرے بچوں کو کون پالے گا

سپاہ کیں کو عداوت نہیں کہ بیر نہیں
کوئی نہ ہوگا تو بیمار کی بھی خیر نہیں

پسر کے حال پہ روئے بسانِ ابرِ بہار (۱۶) قریب آکے پکارے کہ اے مرے دلدار
مری جلی ہوئی مسند کے مالک و مختار مرے لٹے ہوئے کنبہ کے قافلہ سالار

سوئے بہشت سدھارے، کہ غش میں ہو بیٹا
حسینؑ مرنے کو جاتا ہے مل تو لو بیٹا

صدائے شاہ کو سن کر جو ہوش سا آیا (۱۷) کہا کہ اب یہ مریض الم جہاں سے چلا
سبھوں کو یاس ہوئی میری زیست سے بابا جب ہی تو کوئی عیادت کو بھی نہیں آتا

مریض رنج و مصیبت کا وقت رحلت ہے
غلام آپ کی رخصت سے پہلے رخصت ہے

حسنؑ کے نورِ نظر آکے سر دباتے تھے (۱۸) خود اپنے ہاتھ سے عمو دوا پلاتے تھے
فقط نماز کو اکبرؑ یہاں سے جاتے تھے حضور بھی تو یہاں بار بار آتے تھے

ہر اک کو صبح سے بیمار یاد کرتا ہے
کسی نے یہ بھی نہ پوچھا کہ کون مرتا ہے

حسینؑ بولے کہ شکوہ نہ کیجیے بابا سے (۱۹) عجب بلا میں گھرے ہیں جفائے اعدا سے
نہ لشکرے، نہ سپاہے، نہ کثرت الناسے نہ قاسمےؑ، نہ علی اکبرےؑ، نہ عباسےؑ

کوئی بزرگ نہ اب ہے نہ خورد ہے بیٹا
نبیؐ کی آل تمہارے سپرد ہے بیٹا

(۲۰) ہماری زیست میں حضرت پہ یہ جفا بابا — مریض نے کہا ہے ہے یہ کیا ہوا بابا
قریب مرگ ہیں مرنے سے خوف کیا بابا — مریض کو بھی فدا کیجئے میں فدا بابا

حسینؑ بولے کہ بیٹا وہ رن پہ چڑھتا ہے
جو کل اشاروں سے پانچوں نمازیں پڑھتا ہے

(۲۱) حرم کے ساتھ الم پر الم اٹھانا ہے — تمہیں تو آج بڑا رنج و غم اٹھانا ہے
جو ہم سے اٹھ نہ سکا وہ ستم اٹھانا ہے — ٹھہر ٹھہر کے ہر اک جا قدم اٹھانا ہے

کہو کہ طوق گلو گیر کون پہنے گا
جو تم نہ ہوگے تو زنجیر کون پہنے گا

(۲۲) خوشی سے طوق گراں کو گلے لگا لینا — جو بیڑی سامنے آئے تو سر جھکا لینا
ہمارے دوستوں کو نار سے بچا لینا — بسان حضرت یوسفؑ کڑی اٹھا لینا

نگاہ غور سے ہر سمت دیکھ بھال رہے
یہ امتحان ہے بیٹا ذرا خیال رہے

(۲۳) فرس پہ چڑھ کے محمدؐ کے لال پہ رن چڑھے ہے — یہ کہہ کے بادشہ خوش خصال رن پہ چڑھے ہے
جلال میں اسد ذو الجلال رن پہ چڑھے ہے — حسینؑ بہر جدال و قتال رن پہ چڑھے ہے

صبا کا غل تھا رسولؐ قدیر آتے ہیں
ظفر پکاری جناب امیرؑ آتے ہیں

(۲۴) علیؑ کے عین سے ملتی ہوئی وہ عین کی شکل — وہ نورِ عین پیمبرؐ کی آنکھ عین کی شکل
خدا کے شیر کی تصویر وہ حسینؑ کی شکل — وہ رعبِ چشم، شہِ خیبر و حنین کی شکل

خدا نے چشم کرم سے شرف زیاد کیا
یہ عین لکھ کے خود اپنے قلم سے صاد کیا

دہان شاہ کا مضموں نیا نہیں ملتا (۲۵) کہیں وجود و عدم ایک جا نہیں ملتا
بس اس سے بڑھ کے ثبوت خدا نہیں ملتا دہن کا شور ہے لیکن پتہ نہیں ملتا
ثنائے گوہر دنداں سے اوج بڑھتے ہیں
انہیں دُرّوں پہ تو غنچے درود پڑھتے ہیں

وہ فرقِ پاک پہ قرآں وہ بر میں زرہِ رسولؐ (۲۶) وہ بوترابؑ کی دستار وہ ردائے بتولؑ
وہ پشت خم وہ جگر شق وہ دل حزیں وملول قریب آ کے ندا دی کہ اے سپاہِ جہول
جناب حیدرؑ صفدر کا کچھ لحاظ کرو
تبرکاتِ پیمبرؐ کا کچھ لحاظ کرو

امام اگر نہیں کہتے امام بھی نہ سہی (۲۷) سوارِ دوش رسولؐ انام بھی نہ سہی
خدا کے شیر کا قائم مقام بھی نہ سہی یہ سب تو ایک طرف تشنہ کام بھی نہ سہی
یہی خیال کرو اک فلک ستایا ہوں
اماں کے واسطے قرآن لے کے آیا ہوں

ارے بغور سنو کیا کلام کرتا ہوں (۲۸) فقط تاسّیٔ خیر الا نام کرتا ہوں
امامِ وقت ہوں حجت تمام کرتا ہوں جو تیغ لوں تو ابھی قتل عام کرتا ہوں
ہزار ضعف ہے پر زور کردگار بھی ہے
یہ دیکھ لو مرے قبضے میں ذوالفقار بھی ہے

میں تشنہ کام بھی ہوں، زندگی سے سیر بھی ہوں (۲۹) ضعیف بھی ہوں، قوی تن بھی ہوں، دلیر بھی ہوں
خدائی سے تو زبردست حق سے زیر بھی ہوں غزال کعبۂ حق بھی علیؑ کا شیر بھی ہوں
حسام لوں تو کسی نام ور میں جان نہ ہو
قیامت آئے جو محشر کا مجھ کو دھیان نہ ہو

ہر ایک جنگ میں ہم سیلِ خوں بہا کے ہٹے (۳۰) ہٹے تو باغیوں کو کھیت سے ہٹا کے ہٹے
صفیں اُلٹ کے، پرے توڑ کر، بھگا کے ہٹے — شکست دیکے، ظفر پا کے، در گرا کے، ہٹے

ہماری ضرب سے شہ زور سر بچا نہ سکے
قوی تھے بازوئے جبرئیل پر بچا نہ سکے

جب اہل شام یہ سنکر بھی کچھ نہ شرمائے (۳۱) تو خیمہ گاہ میں قرآن رکھکے پھر آئے
خطا شعاروں نے پھر تیرِ ظلم برسائے — وفور غیظ سے مانند مہر تھرائے

کہا کہ ناریوں دوزخ میں سر کے بھل جاؤ
علیؑ کی تیغ نکلتی ہے لو سنبھل جاؤ

یہ کہکے ہاتھ بڑھا تیغ لاجواب کھنچی (۳۲) جلال نے یہ کہا روحِ آفتاب کھنچی
ہر اک نگاہ میں تصویرِ انقلاب کھنچی — زمیں لرز گئی یوں تیغ بوترابؑ کھنچی

ہلالِ تیغ شہِ بدر، میان سے نکلا
قضا کا حکم قدر کی زبان سے نکلا

نظر اٹھی کہ فرس اور سوار ساتھ گرے (۳۳) جب آنکھیں چار ہوئیں تین چار ساتھ گرے
پچاس بھاگے تو سو نابکار ساتھ گرے — جدا جدا ہوئے اعضا ہزار ساتھ گرے

خدا ہی کو یہ خبر تھی کہ کتنے لاشہ تھے
حساب ہوگا قیامت میں اتنے لاشہ تھے

کسی کماں کے لئے گوشہ اماں نہ رہا (۳۴) سپاہ کے کسی گوشہ میں پہلواں نہ رہا
وہ صف تباہ ہوئی ایک بھی جواں نہ رہا — وہ اس پرے کا علم گر گیا نشاں نہ رہا

نہ شہسوار سلامت تھے اور نہ گھوڑے تھے
فقط رسالوں میں کشتوں کے پشتے چھوڑے تھے

(۳۵)
وغا میں جس کو نہ پھونکا وہ کوئی سور نہ تھا　　وہ کس کا شیشۂ دل تھا جو چُور چُور نہ تھا
نظر میں نور نہ تھا سر میں وہ غرور نہ تھا　　تنوں میں زور نہ تھا، نیتوں میں زور نہ تھا

بڑے جو مرد تھے ان میں تمردی نہ رہی
یہ بیخودی ہوئی آخر کہ وہ خودی نہ رہی

(۳۶)
عدو بھی حسن پہ مرتے ہیں خوشجمال ایسی　　ہر اک نظر سے کھٹکتی ہے دیکھ بہال ایسی
کبھی ہلال کبھی برق با کمال ایسی　　قیامت اُٹھے قدم پر فدا ہو چال ایسی

جو حق پسند ہو اس کے کمال کا کیا ذکر
جو بدر فتح کرے اس ہلال کا کیا ذکر

(۳۷)
سناں، خدنگ، سروہی، چھری، کٹاری تیغ　　وہ چار دانگ، وحید زماں، دودھاری تیغ
عدو بھی پیار سے منہ چوم لیں وہ پیاری تیغ　　وہ خاص حیدرؔ کرّار کی کراری تیغ

میان کعبۂ رب جب کھنچی وغا کے لئے
بتوں کا غل تھا کہ اتنا نہ کھنچ خدا کے لئے

(۳۸)
جو بے نماز تھے، وہ بندگی بجا لائے　　جدھر رکوع کے انداز اس نے دکھلائے
قنوت کے لئے علموں نے ہاتھ پھیلائے　　جو قد قیام میں تھے وہ سجود میں آئے

جب اس کے دم سے نمازوں کی چاہیں بڑھنے لگیں
شہادتیں بھی تو اس کا ہی کلمہ پڑھنے لگیں

(۳۹)
اذاں پکار رہی تھی کہ سر بلند ہوئی　　وضو کا شور یہ تھا آبرو دو چند ہوئی
یہ مجھ پہ تیغ کا حق ہے کہ حق پسند ہوئی　　نماز نے کہا میں بھی نیاز مند ہوئی

قنوت اس کو دعائیں مدام کرتا تھا
رکوع تو اسے جھک کر سلام کرتا تھا

حسامِ شہ وہ نبی ہے کہ منہ بگڑتے ہیں (۴۰) وہ نوک جس سے کہ نیزے زمیں میں گڑتے ہیں
الجھ پڑے تو کمندوں پہ پیچ پڑتے ہیں — زبان تیغ سے زخموں کے پھول جھڑتے ہیں

یہ شور تھا کہ نہ شام اور نہ کوفہ چھوڑے گی
یہ گلبدن کوئی تازہ شگوفہ چھوڑے گی

یہ ہر پرے میں علم بھی ہے اور نشاں بھی نہیں (۴۱) عجیب نوک سے چلتی ہے اور سناں بھی نہیں
چمن اجاڑتی ہے اور یہ خزاں بھی نہیں — کلام بھی نہیں کرتی ہے بیزباں بھی نہیں

مگر حریف زباں بھی ہلا نہیں سکتا
محرّفی بھی ہے اور حرف آ نہیں سکتا

ہرن کہوں، تو وہ جرار سر بلند کہاں (۴۲) اسد کہوں تو اسد کے یہ جوڑ بند کہاں
جو چرخ کہیے تو کاوا سہی زقند کہاں — قمر کہیں تو وہ بجلی سے چار چند کہاں

فلک کہیں تو فلک کے یہ ہاتھ پاؤں نہیں
جو مہر کہیے تو اس میں بھی اس کی چھاؤں نہیں

جو تیغ برق تپاں ہے تو شعلہ خُو توسن (۴۳) وہ مثل رنگ اڑے اور بسان بو توسن
وہ مثل موج چلے مثل آب جو توسن — جو وہ ہلال فلک ہے، تو ماہ رُو توسن

اسے عذاب کی دہن قتل کا دہنی یہ ہے
وہ بہر زخم نمک ہے تو چاندنی یہ ہے

حسام شاہ سے روداد منہ کو موڑ گئے (۴۴) جو تیر جوڑ رہے تھے وہ ہاتھ جوڑ گئے
شکست کھا گئے حاکم کی آس توڑ گئے — جو شوم سبز قدم تھے وہ کھیت چھوڑ گئے

نہ فوج تھی نہ کوئی پہلواں نہ افسر تھا
خدا کی ذات تھی یا مصطفےٰؐ کا دلبر تھا

لکھا ہے شامیوں میں اک زن مسلماں تھی (۴۵) نبیؐ کے نام پہ صدقے علیؑ پہ قرباں تھی
نظر میں شرم طبیعت میں خوئے احساں تھی   مثال حضرت فضہؓ سخی دوراں تھی

عطا کے وقت گدا سے حجاب ہوتا تھا
سوال سُنکے اسے اضطراب ہوتا تھا

وہ بولی لونڈی پہ اک اور بھی عنایت ہو (۴۶) دعا کرو کہ خدا کی نگاہ رحمت ہو
وہ اوج پاؤں کہ دونوں جہاں میں عزّت ہو   جناب فاطمہؑ کے لال کی زیارت ہو

الٰہی دخترِ شاہ حنینؑ کو دیکھوں
بہن کے سر پہ سلامت حسینؑ کو دیکھوں

حسینؑ بولے کہ اب ان کا وہ وقار کہاں (۴۷) وہ بولی واہ وہ سید ہیں ان کے میں قرباں
نبیؐ کے لاڈلے مشکلکشاؑ کے راحت جاں   سخی- کریم- خطاپوش- عاشقِ یزداں

نہ دکھ اٹھائے جوان سے کوئی ولا رکھے
جہاں کے عقدہ کشا ہیں انہیں خدا رکھے

جہاں انہیں کا ریاض ارم انہیں کا ہے (۴۸) تمام امت جد پر کرم انہیں کا ہے
ثبات خلق کا باعث، قدم انہیں کا ہے   کہ پنجتن میں بس اب ایک دم انہیں کا ہے

میں تم سے بھی یہی کہتی ہوں گر مسلماں ہو
حسینؑ ہی کو پکارو کہ مشکل آساں ہو

وہ آفتوں میں رسولوں کے کام آئے ہیں (۴۹) وہ کیوں نہ عقدہ کشا ہوں علیؑ کی جائے ہیں
ندا یہ آئی کہ اعدا نے قہر ڈھائے ہیں   کہ بے خطا مرے بچّے نے تیر کھائے ہیں

تو جانتی ہے کہ بنت علیؑ وطن میں ہے
تجھے خبر نہیں بے کس بلا کے بن میں ہے

(۵۰) نبیؐ کے راحت جاں کا کسی کو پاس نہیں
حسینؑ نے کہا اب کوئی ان کے پاس نہیں
حسینؑ لٹ گئے اب زندگی کی آس نہیں
وہ دکھ سہے ہیں کہ مظلوم کو حواس نہیں
ستمگروں نے نبی سے نظر کو پھیر لیا
علیؑ کے لال کو مہماں بلا کے گھیر لیا

(۵۱) وہ بولی اسم شریف آپ کا، کہا گمنام
وہ بولی دین میں آپ کا، کہا اسلام
وہ بولی ماں کا خطاب، آپ نے کہا ناکام
ضعیفہ بولی پدر کا لقب، کہا ضرغام
پھر اس نے جد کو جو پوچھا، فقیر بتلایا
بہن کا ذکر جو آیا، اسیر بتلایا

(۵۲) جناب فاطمہؑ و شاہ لافتی کی قسم
وہ بولی دل تہہ و بالا ہے مصطفیٰؐ کی قسم
تم اپنا نام بتا دو تمہیں خدا کی قسم
لبوں پہ جان ہے سردار مجتبیٰؑ کی قسم
کہا مجھے سب شور و شین کہتے ہیں
میں اک غریب ہوں مجھکو حسینؑ کہتے ہیں

(۵۳) تمہیں ہوکیا مری بی بی کے دل کا چین، حسینؑ
وہ بولی ہائے پیمبرؐ کے نور عین، حسینؑ
تمام خلق میں غل ہوئے گا حسینؑ حسینؑ
یہ کیا غضب ہوا اے شاہ مشرقین حسینؑ
ارے بتولؑ کا گلزار کس نے لوٹ لیا
حسینؑ آپ کا گھر بار کس نے لوٹ لیا

(۵۴) بس اب یہ بیکس و مضطر ہے اور مصیبت ہے
حسینؑ نے کہا اب یہ غریب رخصت ہے
مگر حسینؑ کی بھی تجھ سے اک وصیت ہے
کوئی گھڑی میں دل افگار کی شہادت ہے
شہید غم کی خبر بے وطن کو دے آنا
یہ جام آب ہماری بہن کو دے آنا

مگر لکھا ہے کہ جب رات ایک پھر آئی (۵۵) تو ایک مومنہ بیتاب و نوحہ گر آئی
وہ ایک آب کا ساغر لئے نظر آئی   وہ جام دیکھ کے زینبؑ کی آنکھ بھر آئی
وہ بولی شاہ کی خواہر کہاں ہیں اے لوگو
بتاؤ زینبؑ مضطر کہاں ہیں اے لوگو

نبیؐ کے لال نے ان کا بڑا خیال کیا (۵۶) میں جام لائی تھی پر تشنہ کام نے نہ پیا
جناب زینبؑ خستہ جگر کو بھیج دیا   غضب ہے شام کی فوجوں نے ان کو مار لیا
میں حکم شاہ سے یہ آب لائی ہوں لوگو
وصیت ان کی ادا کرنے آئی ہوں لوگو

وہ جام لیکے پیمبرؐ کی لاڈلی نے کہا (۵۷) یہ میرے بھائی کی سوغات ہے میں ان کے فدا
اخی کا حکم ہے لوگو پیو برائے خدا   حرم پکارے سکینہؑ کو تو بلاؤ ذرا
ہم اس صغیر سے بڑھ کر تو بے حواس نہیں
یتیم سے تو زیادہ ہماری پیاس نہیں

پھوپی نے اس کو بلا کر وہ جام آب دیا (۵۸) یتیمِ شاہ سوئے در چلی برہنہ پا
پھوپی پکاری کہ اے دخترِ حسینؑ یہ کیا   اندھیری رات میں کس جا چلیں میں تم پہ فدا
کہا میں اصغرِ ناداں کو ڈھونڈ لاؤں گی
وہ ننھے بھائی ہیں پہلے انہیں پلاؤں گی

بس اے شمیمؔ کہ مجلس میں شور حشر ہوا (۵۹) اب التماس یہ کر اے امام ہر دوسرا
قبول کیجئے یہ مرثیہ برائے خدا   یہی دعا ہے یہی مدعا ہے اے مولا
زبانیں اس کی فصاحت سے کامیاب بھی ہوں
دلوں کو حظ بھی اٹھیں اہل دل مثاب بھی ہوں